

انگار
محمد حنیف

انگار

محمد حنیف

انگار

محمد حنیف

مثال پبلشرز
رحیم سینٹر، پریس مارکیٹ، امین پور بازار، فیصل آباد

اشاعت	:	2019ء
کتاب	:	اَنگار
شاعر	:	محمد حنیف
قیمت	:	300 روپے
مطبع	:	بی پی ایچ پرنٹر، لاہور
زیرِاہتمام	:	بزمِ علم وفن (ہزارہ)
تصویرِ شاعر	:	عکاشہ خان

Angar

by

Muhammad Hanif

0333-9383835

Edition : 2019

ناشر

مثال پبلشرز رحیم سینٹر پریس مارکیٹ امین پور بازار، فیصل آباد
+92-41-2615359- 2643841, Cell:0300-6668284
email: misaalpb@gmail.com

شوروم

مثال کتاب گھر، صابریہ سینٹر، گلی نمبر 8، منشی محلّہ، امین پور بازار، فیصل آباد

انتساب

نقاش دے ناں

بزمِ علم وفن کا اشاعتی سفر

۱۔ در کنار از آصف ثاقب

۲۔ بڑی دیر کے بعد از سعید ناز

۳۔ اِکتفا از آصف ثاقب

۴۔ انگار از محمد حنیف

فہرست

پیش لفظ

جب میں زندگی کی ویڈیو ریوائنڈ کرتا ہوں تو اسے ستر کی دہائی پہ کچھ دیر کے لیے روک دیتا ہوں یاد آتا ہے کہ یہ 1970ء کی دہائی کے اوائل کا زمانہ ہے جب دسمبر بہت بے رحم ہوا کرتا تھا۔ سردی ہمارے گھروں میں، کمروں اور غسل خانوں میں یوں آ کے چھپ جاتی کہ اپریل کے مہینے تک گھر سے نکلنے کا نام ہی نہ لیتی۔ بارش آتی تو پورے علاقے میں برف کا چھڑکاؤ کر کے ہر طرف سپیدی پھیلا دیتی۔ چیڑھ کا جنگل سنسان ہو جاتا، تو مسکراتا اور برف کی سفید چادر بدن پہ پھیلائے لمبی تان کے سو جاتا۔ چرواہے موسم کے حال سے ایسے باخبر ہوتے جیسے انہیں آنے والے سخت ایام کے متعلّق کشف ہوا ہو، اسی لیے تو وہ جنگلوں سے اپنے ریوڑ لے کے بہت پہلے میدانوں اور گرم علاقوں کی طرف چلے جاتے۔ پھر جنگل میں بانسری کی گونج نہیں سنائی دیتی تھی اور قینچی گانے والی دوشیزائیں جیسے واپس کوہ قاف چلی جائیں۔ اسی لیے تو جھیل خاموشی کا نغمہ گاتی جس میں ہجر کی آگ کی تپش ہوتی تھی۔ چھوٹے چشمے تو جیسے اداسی کی دھن پر جم جاتے اور آبشار کو جیسے خاموش رہنے کا حکم مل جاتا۔ بارش کا دورانیہ سات دن ہوتا تھا اور یہ اکثر جمعرات یا جمعہ کو شروع ہوتی اور سات دن بعد اسی روز بادل چھٹتے۔ گاؤں کی گلیاں کچی اور چھت مٹی کے تھے۔ بارش کے بعد کئی دن تک آسمان تو صاف اور دن چمکدار ہوتے لیکن مٹی کی چھت کے آنسو رکنے کا نام نہ لیتے۔ ہم

حجرے میں انگیٹھی تاپتے اور شب و روز ماپتے۔ ایک کونے میں بیٹھا نوجوان کچھ لکھ رہا ہوتا تھا، کبھی کبھار ہماری بحث میں شامل ہو کے گویا حاضری لگا لیتا اور پھر گم ہو جاتا۔ نثار محمد خان، قاضی رشید، عبدالرحمٰن، اقبال اطہر، رومیل قمر، فقیر حسین، شوکت پرویز اور دیگر کو جب گفتگو میں وقفہ ملتا تو وہ کونے میں بیٹھے اپنے ساتھی نوجوان سے پوچھتے:

''ہاں جی حنیف۔۔۔کچھ بولونا۔۔۔'' حنیف کا جواب آتا۔

''ہاہاہاہا۔۔۔ہوں۔۔۔غزل ہوگئی۔''

دوست اصرار کرتے، سناؤ یار۔ تو وہ سنا دیتا

یوں سارا ماحول گفتگو سے شعر کی گرفت میں آجاتا اور سب ایک دوسرے سے تقاضا کرتے کہ کچھ ہو جائے جس کا مطلب ہوتا تھا کہ تمام احباب اب غزل پہ شروع ہو جائیں اور پھر اگر کوئی آواز آ رہی ہوتی تو وہ صرف انگیٹھی میں لکڑی کے تڑخنے اور شعلوں کی گرمی کا خوشگوار شور ہوتا تھا۔ رات یوں ہی تمام ہو جاتی اور دوست اپنا اپنا کلام سمیٹتے چلے جاتے۔

کسی دن دھوپ نمودار ہوتی تو ہم کچھ دیر حجرے میں دھوپ سے لطف اندوز ہوتے۔ حجرے میں لگا چنار کا پیڑ اپنی برہنگی کو ڈھانپتے ہوئے سوال کرتا:

''یار یہ جاڑا کب ختم ہوگا۔''

حالانکہ چنار کو معلوم تھا کہ جشنِ نوروز کے بعد اسے نیا لباس عطا ہوگا۔ تب تک حنیف اس کی اداسی کم کرنے کے لیے نغمے لکھتا اور اسے سناتا۔

چنار پہ بیٹھی چڑیا بھی نغمہ سنتی اور آرام سے جا کر گاؤں کے دوسرے لوگوں کو بھی سنا آتی۔ گویا حنیف کا نغمہ پورا گاؤں سنتا اور سر دھنتا۔

شنکیاری ایک چھوٹے سے قصبے کا نام تھا۔ سب لوگ ایک دوسرے کے نام اور کام سے بہت اچھی طرح واقف تھے۔ پورا گاؤں جیسے ایک ہی کنبہ تھا اور اس کا ہر فرد محبّت لیے تقسیم در تقسیم ہو رہا تھا۔ سب کی عزت ایک تھی اور سب کے خون کا رنگ صرف سرخ تھا۔ سب لوگ نہانے کے لیے بارہ دری جاتے اور زمین سے ابلتے ہوئے گرم پانی سے غسل کرتے۔

جب چین کے ساتھ ہماری دوستی مضبوط ہو رہی تھی اور شاہراہ ریشم کی تعمیر جاری تھی۔لوگ توہمات کی بھٹّی کا ایندھن تھے اسی لیے تو ہر کوئی یہی کہتا کہ لوہار بابا کی قبر کے پاس پہنچ کے بلڈوزر کا چین ٹوٹ گیا اور کام بند کرنا پڑا اور اس کے ڈرائیور کو رات بھر ڈراؤنے خواب آتے تھے۔تب ہی تو سڑک کو لوہار بابا کی قبر سے ذراہٹ کے بنایا جا رہا تھا۔

موسم کھلتا تو ہم بھی شام کی سیر کو ندی سرن کا رخ کرتے۔رستے میں شاہراہِ ریشم پر کام کرنے والی مشینوں کو دیکھتے اور سرن کنارے جا بیٹھتے اور فطرت کی عطا سے لطف اندوز ہوتے۔حسین نظارے شاعر کو ہمیشہ بے چین کر دیتے ہیں اسی لیے تو شاعر کبھی خود میں اور کبھی آفاق میں گم رہتا ہے۔

ہمیں محمد حنیف کی جستجو کا بخوبی اندازہ ہوتا تھا۔یہی وجہ تھی کہ ہماری سرگرمیاں اس کے تخلیقی عمل کے لیے جلا بخش ثابت ہوتیں،محمد حنیف شعر کہتا،ہمیں سناتا،پھر لکھتا اور اپنی ڈائری میں جمع کرتا رہتا۔کبھی کبھی عروض درمیان میں آ کے رکاوٹ بنتا تو حنیف اسے قاضی رشید کے حوالے کر دیتا۔قاضی رشید صاحب پتلی شاخ سے عروض کو یوں جھاڑتے کہ لطف آ جاتا۔یوں ہمارے تعلّقات بھی عروض سے استوار ہوتے رہے اور کبھی عروض نے حنیف کے سامنے اف تک نہیں کیا لیکن پھر بھی حنیف کو کبھی کبھی عروض کی شکایت کرتے دیکھا گیا۔

ایک دن ندی کنارے شاعری اپنی زلفیں سنوار رہی تھی تا کہ لطیف جذبوں کی راہ میں حائل تمام رکاوٹیں دور ہوں اور شعر کی آمد کی راہ ہموار رہے۔ندی کے پانی نے شاعری کی مٹھاس جذب کی اور ہوا نے شاعری کی خوشبو لے کے بستی بستی لوگوں تک پہنچائی۔تب ہی تو شاعری کی جڑیں زمیں میں بہت گہرائی تک چلی گئیں اور پھر سب نے دیکھا کہ شاعروں کی تصویریں زمین سے کونپلوں کی صورت نمودار ہونے لگیں۔

ایک دن پشتو اور کشمیری نے حنیف کا دامن پکڑا اور کہا:

''یار حنیف اتنی بے اعتنائی،تو ہماری موسیقی پہ سر دھنتا ہے،لطف اٹھاتا ہے لیکن

لکھتا نہیں۔''

حنیف نے احترام سے پشتو اور کشمیری کو سمجھایا اور کہا کہ آپ دونوں بہت خوبصورت ہیں بہت اچھی ہیں، آپ کے نغموں میں سوز و گداز موجود ہے آپ سے معافی کا طلبگار رہوں اور افسوس ہے کہ میں عشق صرف اردو سے ہی کرتا ہوں۔ پھر ایک روز فارسی آئی اور حنیف کو اس کے سکول کے شب و روز یاد دلائے اور کہا دیکھ یار ہم دونوں چھٹی اور ساتویں کے کلاس فیلو ہیں لیکن تیرا سلوک میرے ساتھ محض دوستانہ سے آگے نہیں بڑھا۔

حنیف پریشان ہوا کیوں کہ وہ فارسی کو ناراض نہیں دیکھ سکتا تھا۔

مجبوری کے عالم میں فارسی سے گستاخی کی معافی مانگتے ہوئے کہا:

''کیا کروں میں صرف اردو سے عشق کرتا ہوں۔''

پھر ایک دفعہ ہندکو نے حنیف کو سرِ راہ گریبان سے پکڑا اور کہا:

''افسوس صد افسوس کہ تو میرے دامن میں چین تو پاتا ہے، تیرا پورا خاندان بشمول تیرے ماں باپ میری عزت کرتے ہیں لیکن تجھے شرم نہیں آتی۔ ہندکو نے کہا،''تو میری وساطت سے سوچتا اور مجھ میں ہی اپنے خواب دیکھتا ہے لیکن پھر بھی اردو میں لکھتا ہے۔''

پھر ہندکو نے اپنی غمگین صدا بلند کی اور یہ مصرعے گائے۔جن سے پوری فضا غمگین ہوگئی:

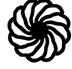
تکو پے سی مڑی لوڑ مکو نال کہن جل
تو ہی لکھ تے کروڑ مکو نال کہن جل

میں تُڑی آں، میں تڑی آں، میں بس تڑی آں
اُگ لا ، پاویں روہڑ ، مکو نال کہن جل

حنیف لاجواب ہوگیا اور اپنی تمام تر کوتاہیوں کی معافی مانگی اور ہندکو کو گلے لگایا۔ دونوں خوب روئے اور ایک دوسرے کو نظرانداز کرنے پر درگزر کرنے کا حوصلہ بندھایا۔تب

1970 کی دہائی کا اوائل تھا اور اب 2019ء کی شروعات۔کون حساب کرے کہ حنیف نے ان پچاس سالوں میں ہندکو میں کتنے اشعار کہے البتہ اس کی ڈائریاں ہی اس کی گواہی دے سکتی ہیں۔اب جب کہ تھکن اس کے پاؤں سے لپٹ رہی ہے مگر پھر بھی وہ تھکا نہیں، رکا نہیں۔اب اس کے بالوں میں بھی چاندی اتر آئی ہے مگر وہ اس پر خوش ہے اور کہتا ہے کہ یہ تو دانش کی علامت ہے۔وقت کی گرد نے اس کی بینائی سے اٹکھیلیاں شروع کر دی ہیں لیکن وہ عینک نہیں استعمال کرتا۔بھلا وہ بھی کوئی حسن ہے جو ماند پڑ جائے اسی لیے تو اس کی اُنگلی کی پوروں سے شعر کی خوشبو آتی ہے۔آپ چاہیں تو اسے بسیار نویس کہہ سکتے ہیں کہ اس کی مشقِ سخن پہلے سے بھی سبک رفتار اپنی منزلیں طے کر رہی ہے۔

امان اللہ خان امانؔ



سَدو بادشاہی
مڑے اللہ پاک دی
ہَور تُو جس اُتے
مانڑ پیا کر دیں
پَترا تے تَر یڑا ے



مُکو کُجھ بھی نینھ لوڑ مُکو نال کہن جُل
تُو ہی لکھ تے کروڑ مُکو نال کہن جُل

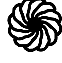
تُکو پیسی مڑی لوڑ مُکو نال کہن جُل
کُوڑے بہانے سارے چھوڑ مُکو نال کہن جُل

میں تڑی آں ، میں تُڑی آں ، میں بَس تُڑی آں
اَگ لا پہانویں روہڑ مُکو نال کہن جُل

میں فِر ہور کہڑی جائی جُلاں تُو ہی دَس
مڑی تُڑے تک اے دوڑ مُکو نال کہن جُل

نینھ تے مادریاں پُلا اُتو چھال فِر میں
مڑے در کھوڑی موڑ مُکو نال کہن جُل

تڑے پِچھے مڑی جند مڑے کس کم دی
مُکو کاھیاں نہ چھوڑ مُکو نال کہن جُل



غصے نچ آئے دے
لَوکاں سُنڑ چائے دے

اُو ای کُجھ کپساں
جہڑا کُجھ راہیئے دے

مُکو تُڑے درداں
اَندرو ٹہائے دے

کی ترہائیا اے
کِٹھے بچو آئے دے

چَنا ! تُد مکُو کھڑے
گمَا اُتے لائے دے

چھوڑ دا نینھ باندہ کدے
ایہجا گم تھہائے دے

مُلخ ایہہ سارا جیاں
میں ای گہائے دے

ہِک تُڑا غم بَس
دلا نال لائے دے



جدوں لوہا ہَچھی طراں تَپ جُلدے
فِر اُو نساپیاں ای چَھپ جُلدے

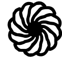
خواباں دِیاں فصلاں پکدیاں ای
کوئی اَدھی راتی آ کے گپ جُلدے

رَہ جُلدیاں مُکو ہیاں لگدے
جیاں مڑے نال کوئی سَپ جُلدے

چنا ! ایہہ برادری بھی چنگی شے اے
مڑے جیا آدمی بھی گھپ جلدے

چَہک جدوں پَہجدے تے لگ بَنھ کے
جنڑا حداں ساریاں ای ٹَپ جلدے

بولدا نینھ کَسا اَگے کُجھ بھی حنیفؔ
دِلا دِیاں دِلا بِچ ٹُھپ جلدے



اَپڑیں نَجوڑا اُتے دَم باہ کہن
اِس بَودی کَڑی تلے تَھم باہ کہن

تُد تے شکاریا ! دسڑیں اے جان
تھیلی بچ گُھگیاں دے گُھم باہ کہن

میں ایہے سَانوڑاں دا ڈاہڈا ہِلے داں
مڑی چھولی بچ سارے غم باہ کہن

چنا ! رَہّخ آپا کو تُو باندا باچھڑ
مڑے در رنگو رنگ کم باہ کہن

نقشہ بنڑادیں جہڑا نَویں شہر دا
اُس بچ اَس دی بھی چھم باہ کہن



جَدوں سَڑ پُھج کے انگار ہویا
تاں مڑا دل ٹھنڈا ٹھار ہویا

نَسیاں میں کہرو باہر بُو ہے پَہن کے
ایہجا مڑے دلا اُتے پہار ہویا

گلہا مُلہا پِھرداں میں چلہا ہوئے دا
دل دنیا سی آوازار ہویا

کِی مڑے اندرا دا نِکا جَا تک
فِر چنا ! تُڑا طمع دار ہویا

بُوہے اُتے تہاڑے مڑے خواب کردے
ایہجا برباد مڑا کہار ہویا

اُراں پَراں جلڑاں دا ویلا ای نینھ
غماں بچ ایہجا میں پَدار ہویا

کوئی بھی نہ جتھے ڈک ٹھیہل آہسی
فِر بھی حنیفؔ اُتھو باہر ہویا



گڈی اَسمانو اَساں لہاڑ چھُڑی اے
جند ہونڑ پھائی اُتے چاہڑ چھُڑی اے

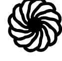
کھُلیاں ای کہراں نال ترُڑی سنگتوب
چنا ! ترُڑی لو بَس تاڑ چھُڑی اے

راتی جِتھے رہنیا میں دیوا بال کے
چَھنگو اُو چَھپری بھی چھاڑ چھُڑی اے

باہرو گلاں کیتیاں میں ہَس ہَس کے
اندرو کلیجی وَرَے ساڑ چھُڑی اے

تُڑے کولو ایہہ گل چھپی دی تے نینھ
کی بیَڑی چھِراں نِچ باڑ چُھڑی اے

دنیا دے کماں کو تُو پَراں اَگ لا
تُد تے حنیفؔ جند کاڑھ چُھڑی اے



کدے کدے ایہجی کوئی گَل کر دیں
چنا ! تُو کلیجے وچ سَل کر دیں

ہر ویلے سوہنڑے سوہنڑے خواب دَسدیں
ہر ویلے مڑے نال چَھل کر دیں

سوچدا نہ ذرا بھی غریباں جوگے تُو
اپڑاں ای کہار ٹَھل ٹَھل کر دیں

میں کسی دہاڑے تکو پُھل جُلساں
تُو چنا ایہہ کیہجی گل کر دیں

کس دی مجال تُڑا مند آکھے
جو کُجھ کر دیں تُو بَل کر دیں

مڑے دل سوٹھے دا بھی کُجھ تے خیال
کِی مکو چاہیا پاگل کر دیں

کِے اَسمانا نِچ تُد دیکھیا
خوشی نال اَج کَھل کَھل کر دیں

جس بیمارا کو بھی لا چُھڑیں ہَتھ
سیتی نِچ اُس کو تُو بَل کر دیں

کردیں نہ کِی باندی گَل تُو حنیفؔ
ہر گلا اُتے اَج کل کر دیں



کدے کدے مُکو کُجھ ہیاں دِسدے
ایہہ سارا ٹہا کا تُھواں تُھواں دِسدے

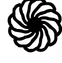
اَکھیاں سی اوہلے اے اُو وَرَے دِلو نینھ
پِھردا اُو مُکو اُراں پَراں دِسدے

جیاں اِتھو سَپ بھی نینھ لَنگھ ہگدا
ٹہا کا مُکو ایہجا کُجھ کہنڑاں دِسدے

جنگلا دی رات اے تے ہیاں ڈرے داں
چہاڑی کدے چُہلدی اے،جنڑاں دِسدے

بُوٹے نال کھَل کے میں گلاں کرداں
بُوٹا جیاں آدمی ہے ، ہیاں دِسدے

آخدے کہ ہر گل پُٹھی دَسداں
اوہجا ای تے دَسداں میں جیاں دِسدے



گُوڑا اُتے اَڑے داں
کیہجا لکھے پڑھے داں

لڑزے داں ، کڑھے داں
پھائی اُتے چڑھے داں

بَچ ای نہ ہگدا
دَندی تو ترڑے داں

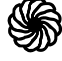
ہارے داں تے تاں ای
گُٹھا بچ بڑے داں

تُڑے نال اَڑ کے
مُہنواں پہار چھڑے داں

چھنگ نہ اُڈار چُھڑے
ایہجا اَڑے تَڑے داں

تاں رنگ سَڑے دے
تُہپاں نِچ سَڑے داں

ہونڑ نہ میں کہرا نِچ
اُس نال کھڑے داں



کوئی بھی نینھ اَج تُڑے نال سنگیا!
دَس ! ہونڑ کیہجے تُڑا حال سنگیا!

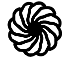
لوکاں دیاں گلاں دے گڑتے کڈھدیں
آپا در بھی کدے پہال سنگیا!

چنگا تے نہ سڑدیاں لوکاں کولو تُو
تُو بھی مار اَگی نِچ چھال سنگیا!

اِتھے سارے لوک تے انیھرے بَنڈ دے
تُو ای کوئی دیوا اِتھے بال سنگیا!

تُڑے اَگے پَہرے دا گلاس پیئے دے
منہواں نال لا، پَہن پال سنگیا!

کدے جالوان دیکھے ،مرے پَھٹ کے
دیکھدا اے جو کُجھ جال سنگیا!



بارش ہوئی دی اے
ہر شے تَہوئی دی اے

لَو نینھ تے کُجھ نینھ
ساری گل لوئی دی اے

نیلا پیلا ہوئے دے
گل کُجھ ہوئی دی اے

سجے دے انیہرا بھی
رات جیاں روئی دی اے

اُس دیاں گلاں ، پھُل
اُو چنگی خوئی دی ہے



اُو بھی سُک سُک کے تیلا ہوئ دے
اُس دا پتّر بھی پیلا ہوئ دے

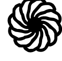
موسم کیہجا نشیلا ہوئ دے
دل وَرَے بیٹھے دا منجھیلا ہوئ دے

اِسی جوگے اُو نخریلا ہوئ دے
اَج کل ٹہاکے نالو نیلا ہوئ دے

کَسا کو بھی خوش کی نہ دیخ ہگدیں
اللہ جانڑیں تُکو کِے بخیلا ہوئ دے

ہوندے کہ نینھ ہوندا کم ، مرضی خدا دی
اَساں دارو ہر ہِک حیلہ ہوئے دے

اِسی جوگے اِنہاں نال ٹُردا نہ میں
دُشمنڑ قوم قبیلہ ہوئے دے



زخم نینھ جس اُتے ڈاہلی کوئی نینھ
سُنڑ ! دُکھاں کولو اِتھے خالی کوئی نینھ

اِسی کیتے مِلیا نہ کدے باندیار
درداں دی فصل گپالی کوئی نینھ

مَن چُھڑی دلا سُنڑ تُڑی ہر اِین
تُڑی آخی گل کدے ٹالی کوئی نینھ

تُو اَسمانا اُتے ، زمی تے میں پہار
تُڑے نال مڑی تے سیالی کوئی نینھ

ٹُر گیا ساریاں کو خواب دَس کے
دل ارماناں کولو خالی کوئی نینھ

رَجدی نینھ اَکھ مڑی کدے بھی حنیفؔ
مڑے کولو بَدھ کے سوالی کوئی نینھ



یاداں دیاں چڑیاں اُڈار نہ چُھڑے
مڑے سارے خواب لیر لار نہ چُھڑے

رَہ اُتے جُلداں میں ڈرے ڈرے دا
کوئی گنڈی پچھو آ کے مار نہ چُھڑے

اِسی ڈرا نال مُکو نیندر نینھ آندی
چھنگ مڑی چھونپڑی اُڈار نہ چُھڑے

گھڑدے ایہہ ڈر مُکو اُس کول روز
مُکو دور رِہ کے بِسار نہ چُھڑے



ہیاں کدے جائی دما کرسیں
اپڑیں ای رَہ کو تو لما کرسیں

مُکسی نہ فِر کدے کوئی گل بھی
جدوں سارے لوکاں کو تُو جمع کرسیں

بَس ذرا سَیت تَرادُود رَہخسیں
ہَور کِے تُو مڑے نال غما ! کرسیں

کدے بھی نہ آئیں سِدھے رَہ تے حنیفؔ
جھڑا گم کرسیں نکما کرسیں

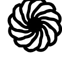


اَساں ڈَوگی بجھو سارا کھاہ کڈھ چُھڑنے
دِلا بجھو سَپا دا تراہ کڈھ چُھڑنے

ڈَکے لا لا کے کونڑ ڈَک ہِلدے
پانڑیاں تے کسی ٹھائے رَاہ کڈھ چُھڑنے

ایہجا کہار کیتا اِس ڈرا مڑے دلا بچ
مڑے پرچھاویں مڑا ساہ کڈھ چُھڑنے

مَنا کومَن ُچھڑاں میں تُڑی این وَرَے
اِس طراں فِر تُذ پاہ کڈھ چُھڑنے



گُنڑ کوئی اپڑاں دَسال تے چُھڑنے
چَھٹی کھڑی آپا کول بہال تے چُھڑنے

گَول اُو بِٹھال کَدے نینھ ہگدا
ذرا جیہا مڑے دُر پہال تے چُھڑنے

فِر دیخو میں کیہجی گلاں کرداں
کوئی مُکو رَج کے پیال تے چُھڑنے

اُس مڑے جو گے جھڑے پُھل رہنے دئین
مُکو کدے دیندا نینھ دسال تے چُھڑنے

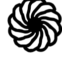


جِت اے اَخیرلی تے ہار اے اَخیرلی
اِیہہ مڑے کھیڈڑاں دی وار اے اَخیرلی

ہونڑ میں کدے بھی نہ گل کوئی کرساں
تُڑے نال گل مڑی یار اے اَخیرلی

مُکڑاں تے آئے دے سیالا ہونڑ سجڑاں
ٹھار جہڑی اَج کل اے ٹھار اے اَخیرلی

ساہواں نِچ سَیک اے نہ اَکھیاں بہ لَو اے
آندیں تے آ ایہہ تار اے اَخیرلی

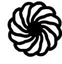


چارے ٹہائے ڈُہلدے چنا مڑے اَتھرو
موتیاں دے مُل دے چنا مڑے اَتھرو

ترُڑے جائی ہوندا کدے مڑے جیہاہَور کوئی
پھُلاں نال تُل دے چنا مڑے اَتھرو

تُو بھی کدے کلہا مُکو چھوڑ کے نہ جُلدا
کہڑے ٹہائے جُلدے چنا مڑے اَتھرو

اپڑیں ای چھولی بچ کیر چھُڑے نینھ تے
مٹی بچ رُلدے چنا مڑے اَتھرو



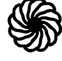
پَنڈ غماں دی چاواں کی
جند اوکھے بَچ باہواں کی

کونڑ اے مڑے در بیٹھے دا
کہار ہُنڑ مڑ کے آواں کی

ڈاہڈیاں در تے بول نہ ہَگدا
میں لِسیاں کو دباواں کی

پچُھدے سادہ بَنڑ بَنڑ کے
تُو ایں مڑا پرچھاواں کی

لَہا اے دنیا بِچ مُچ پُہکھ
مہنگے چِیڑے لاواں کی



ماردیں انھیرے نچ لت اے حنیفؔ
جینڑاں دی نہ آئی تکو گت اے حنیفؔ

جس کول بیٹھڑاں جوگے آئے دیں
اُسی کولو منگدیں سَت اے حنیفؔ

نکے نکے جاتک خیر منگدے
دیکھداں تے ہونداں رَتو رَت اے حنیفؔ

کدے بھی نینھ آنڑاں اُس ہونڑ مڑ کے
عمر تو گاہیاں ای گت اے حنیفؔ

اُٹھدیں تے منھواں پھار ٹھہ جُلدیں
تکُو ایہجا لگیئے پَرت اے حنیفؔ

کدے تے تُو کہن چُھڑ اپڑیں بھی کیڑ
آپا کو بھی لخ کدے خط اے حنیفؔ

اَگو پہانویں جھڑا بھی جواب آوے
آپا دارو کر پکیَت اے حنیفؔ

اَج کل کردیں گلاں تُو سیانڑیاں
کُر گیا تڑُا چاہت اے حنیفؔ

اُس تکُو ہونڑ کدے ملڑاں ای نینھ
تُو پہانویں ٹہاکے بھی پَرَت اے حنیفؔ



ہیاں مڑے سرا تے نہ کَھل ، پہُلداں
جدوں بھی میں کراں تاول ، پہُلداں

اَج کل مُکو کوئی چھل ہوئے دے
اَج کل میں ہر گل پہُلداں

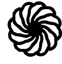
اِیاں تے میں ہونداں سیانڑاں مُچ ای
تُڑے اَگے ہر اَٹکل پہُلداں

تُڑے دُر آنڑاں میں رَہنداں یاد
رَہ بچ ہیئے پَڑتَل پہُلداں

لگدے کہ پینڑاں دی نیت نینھ اَج
جائی جائی اَج بوتل پہُلداں

دیکھداں میں کی اَسمانا دے خواب
کی میں اَپڑاں تھَل پہُلداں

پِتل بھی ہونڑ مُکو سونا دِسدے
ہر شئَ اُتے اَج کل پہُلداں



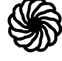
سُک کے ایہہ اَکھیاں دا ناڑا رہ جُلسی
تُو گَچھ رہسیں وَرَے ساڑا رِہ جُلسی

تکڑیاں لوکاں در سارے رَہ کُھلے دے
ساریاں تَو پِچھے بَس ماڑا رِہ جُلسی

دِلا بَچ صبرا دِی چِڑی جدوں مَرسی
ہر ہِک ٹَہائے تَہاڑا تہاڑا رِہ جُلسی

اتھی ہَوا نچ کدے بھی نہ پِھرساں
تُرڑے پچھے مڑے جوگے کاڑھا رِہ جُلسی

جدوں لوک بہکاں دارو کہر آ جُلسن
بنڑ کے حنیفؔ فِر چاڑا رِہ جُلسی



پہانویں نہ تُو مُکو نال کھَڑ سنگیا
چھوڑساں نہ میں تُڑا لَڑ سنگیا

جس جائی ہووے نہ ایہہ چَھڑ سنگیا
ایہجی کسی جائی مُکو کھَڑ سنگیا

بُوہے اُتے کھَلتے دا مَندا لگداں
باہ مڑی چھولی نچ چھَڑ سنگیا

ڈردا ای رہنداں کُرے گُم نہ جُلیں
اَگے اَگے تُو پچھے چھَڑ سنگیا

جس ٹھائے کدے بھی نہ پھیرا پاندیں
اُس ٹھائے بھی کدے چڑھ سنگیا

مُکو بھی نہ اپڑیں جدائی بچ ساڑ
گلہا رِہ کے آپ بھی نہ سَڑ سنگیا

ساریاں دا چور میں ، تڑا بھی تے آں
تُو بھی آ کے مار مُکو پَڑ سنگیا



جدوں کسی لُگی جائی ڈیرا لَگسی
گزریاں گلاں دا بھی میلہ لگسی

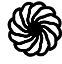
بیٹھے داں میں کدوں دا امیداں بنھ کے
سوچداں دریکا اُتے میوہ لگسی

میں جس کُما بہ مہینے لانداں
اُو جدوں کرسی ، دہاڑا لگسی

پہانویں جھڑے ٹھائے جُل ، رِہ جتھے بھی
تُڑے دِلا نچ مڑا بُوٹا لگسی

چھپ کے بھی تُو کدوں چھپ ہکدیں
صبرا دی قبرا تے چھنڈا لگسی

گُڑے دا حنیفؔ تکُو یاد آسی
جدوں رَہ جُلدیاں ٹھیہلہ لگسی



مُدے بعد اپڑاں گراں دیخ کے
ڈرے داں میں اُجڑی سَراں دیخ کے

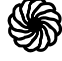
بوٹیا ! تُو سخی ایں تے دل کُھلا رَہخ
تُڑے دُر آئے آں اَسی چھاں دیخ کے

دل آخے اِتھو کدے مڑ کے نہ جُلاں
''درشی دا بنڑ'' تے ''شڑاں'' دیخ کے

سوچداں کہ ایہہ کہڑی جائی آیاں
ہر پاسے ہِک پہاں پہاں دیخ کے

فِر مڑے دلا بہ امیداں جاگیاں
اپڑیں بنیرے اُتے کاں دیخ کے

☆ ''درشی دا بنڑ'' تے ''شڑاں'' کاغان دی وادی بچ دو جائیاں



چُپا نال مڑے دُر آ، کوئی نینھ
بُتا کولو روح تے جدا کوئی نینھ

لگدے تُو گلا اُتو پَسرے دیں ہونڑ
تُڑی کسی گلا بہ ٹھَرہا کوئی نینھ

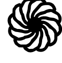
رَہ گَیاں آپا نال گلاں کردا
مڑے نال اپڑیں سوا کوئی نینھ

کوئی ڈَک ٹھَیہل اے نہ ڈر کسی دا
جیہاں دِل آخدا ای گا ، کوئی نینھ

ہونڑ گل اس جائی آ پہُچی اے
تڑے کول مڑے جوگے جا کوئی نینھ

ایہہ رَہ سدھا کسی جائی جُلسی
اِس لگُے رَہ تے پَڑا کوئی نینھ

گلہا جدوں ہوندے کوئی کِے کردے
کُجھ اعتبار بھی کسی دا کوئی نینھ



پِھرداں میں چا کے
کیہجے لَٹا کے

پہار لوہکا ہوندے
ماہیے گا کے

مُچ پشیمان آں
تُڑے دُر آ کے

تُڑی رَہ دیکھن
بَنے ، بُوٹے ، ٹَہا کے

سَیتی بچ گُمدے
سَیتی بچ تَھہا کے

کِیاں خوش رِہساں
دنیا رُسا کے

پِھرداں میں تُڑا غم
دِلا نال لا کے

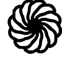
ہونڑ باندہ ہوئے داں
گماں کو مُکا کے

ہونڑ بے غم ہویاں
ہر شے گُما کے

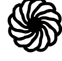
ہوندا جے سیانڑاں
رَہخدا بنَڑا کے

اوہ مڑے سنگیاں
پیچھے دے سِخا کے

تُرڑے جوگے آندے پھُل
چَھولی نیچ باہ کے



اپڑیں ای آپا اُتے سَٹ ماردے
پھٹکھا ہر شئی اُتے چھٹ ماردے
لوکاں دیاں ہَور کجھ گلاں ہَوسن
مُکو تُڑے مَتھے دا ایہہ وَٹ ماردے



جس ٹَھایوں چڑھے چَھنگ
لَڑزے تے گَڑھے چَھنگ

بُوہا باری پَہن کے
گُھٹا بِچ بڑے چَھنگ

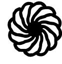
مرضی اے اُس دی
جس ٹَھائے کھَڑے چَھنگ

غصے نال پَہری دی اے
پَہن دی اے گَھڑے چَھنگ

سِرو ننگی پِھردی اے
تُھپا نِچ سَڑے چَھنگ

ٹُر ای نینھ ہگدی
جائی جائی اَڑے چَھنگ

بُوٹیاں تَو لہاڑ کے
پتراں کو کھڑے چَھنگ



ہِک چِٹا سَپ مڑے گل پئے دے
اُسی دا تے گلے نِچ وَل پئے دے

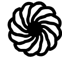
لَخ دی اے چِھٹّی نِچ مُکو ایہی گل
تُڑے پِچھے جندکاں کو گل پئے دے

جھڑے ٹَہائے جُلداں اُو نال جُلدے
دِلا پِچھے تُڑا غم بَل پئے دے

چل اُٹھ چا مڑے سِرا نچ مار
تُرڑے اَگے جھڑا پَڑتل پئے دے

پکھلی نینھ تَہا کا ہِک باغ اے حنیفؔ
ہَتھا نالو ساہرا ہِک تھَل پئے دے

☆ پکھلی ہِک مشہور میدان اے



کر کے اُو ایہجی کوئی گل جُلسی
مڑی ساری دنیا ای ہَل جُلسی

جدوں پھاگاں پکڑاں دا ویلا آسی
اَکھیاں دا دِیوا فِر بَل جُلسی

دِلا ! کس طراں تُڑی گَنڈھ کُھلسی
دلِا ! کس طراں تُڑا وَل جُلسی

جیہاں کُوڑ آخدے اُو بنھ بنھ کے
ایہجا کُوڑ ہر جائی چَل جُلسی

کسی کو حنیفؔ تے نہ آہسا اعتبار
چَہنگو اَگے ایہجا باٹا کھَل جُلسی

ہِک سوال

دِلیاں دی لَو ئی نِچ
راتی بڑے چِہرا تک
چُلھے ٹَہائے لگی دیاں
قصیاں دی رونڑقاں
کِس کَھس چُھڑیاں

بَندی وان

ایہجا چَہڑ چڑھے دے
باری بِچ بیٹھی دی
چِڑی حریان اے
چوگا جوگے گئے دے
نِکے جئے چِڑے دی
کیہجی بندی وان اے

آکڑ

راتی دہاڑی لوکاں اَگے
کُوڑ آخ آخ کے
پچھے دیاں خواباں کو
جوڑ دیاں جوڑ دیاں
اندر روتے پہَجد اں
وَرَے مڑی آکڑ
کدے بھی نینھ پہَجدی

اَکھیاں

اَکھیاں بھی قبَراں
جنہاں بچ پئے دے
خواب مڑے موئے دے
موئے دے تے کھوئے دے

راتی دِی سَر

دیخ ترُٹے نال کِرے
پہُو تنے نہ چمڑِن
راتی دیاں سراں نِچ
کِی بَٹے ماردیں

لینڑاں توَ باہر

فِر اُس جائی اُتے
آنڑاں جوگے لگدے
اُس کو زمانہ
ہِک واری لینڑاں بچو
جہڑا باہر ہووے

چَھنگ

جدوں چَھنگ
بُوہے دِیاں
سَنگلاں تَروڑ کے
مَیز اُتے رَہنے دے
دیوے دُر آئی
دِیوا مُچ ڈریا
ایہجی چھال مار کے
مَیز اُتو نَسیا
پُٹھا تلے لگیا
نیہرے نِچ گُمیا

چَھنگ

دِیوا ٹُھونڈ دی اے
غصے نال پَھِری دی اے
پَھانڈے مڑے
پَھن دی اے

گنڈی اُتے تارا

پُٹھی بھی تُو ماریں کدے
سِدھی جُل لگدی اے
سَچّی گل ایہہ اے تُڑی
گنڈی اُتے تارا اے

خَیرے زَد

اَگے اَگے روزی جُلے
پِچھے پِچھے میں
سونے کو بھی ہَتھ باہواں
چھائی ہو جُلدے
ایہجا خَیرے زَد آں

مُکو چنگی لگدیاں

مُکو چنگی لگدیاں

دُدھ جَندکاں کو پیالڑاں والیاں

گاہیاں مال چَرالڑاں والیاں

ٹَبرا کو پہلے کھوالڑاں والیاں

اَگ ٹَہاریاں بِچ بالڑاں والیاں

چِڑے دیاں چِیڑیاں کو گنڈھڑاں والیاں

خوشی نال چیزاں بَنڈڑاں والیاں

ساگ رَنگو رنگ دا چُننڑ اں والیاں
ٹُپیاں، جراباں بُننڑ ناں والیاں
گلاں کُن لا کے سُننڑ ناں والیاں

رُٹیاں تند ورا تے پکاڑاں والیاں
اِٹاں کسی پہٹھا تے بڑا نڑاں والیاں
ٹَہا کے نِچ ماہیے گا نڑاں والیاں

مُکو چنگی لگدیاں

اَکھیاں نِچ لگے دا بُوٹا

ایہہ مڑی اَکھاں نِچ
اُمدیاں پانڑیاں دا
کیہجا بُوٹا لگیا
نیندر رای نینھ آندی

جَندرا دِی رات

اَکھیاں تے ہُٹ گیاں
جاگدیاں جاگدیاں
رات ایہہ جدائی دی
جندرا دی رات اے
برسا دی رات اے

کِی

گزریاں ویلیاں دی
مٹی کِی پھلوراں
کِی پانڑیں رِڑکاں

اَجڑاسی رہئی دی لَیلِی

اَجڑاسی رہئی دی
نکی جئی لیلی دا
ڈرسارے ٹھاکے نیچ
چَلھا ہوکے دوڑ دے
چِھنگ اِسی غما نیچ
ہر ہکی بوٹے دے
مونڈھے نال لگ کے
تَہاڑے مار روندی
اَجڑا کو ڈُھونڈ دی اے
بینڑ کر کر کے

چِیڑھادا اَنگار

سَٹ کے اوہ جُلسی
گلہا مُکورَہ بِچ
ایہجا مڑ آیا راے
چِیڑھادا اَنگاراے

ہَور کوئی رَہ نینھ

صبرا بغیر ہونڑ
ہَور کوئی رَہ نینھ
مڑ اوَس ہوندا تے میں
کدے بھی نہ چھوڑ دا
کھیڈ اے نصیباں دی
ہارنی ای پے گئی
صبرا بغیر ہونڑ
ہَور کوئی رَہ نینھ
مڑے بچ ساہ نینھ

اَسی دوے

میں بھی نہ گل کیتی
او بھی نہ بولیا
اَسی ہِکی دوے کولو
ہیاں چُپ لنگیاں
جیاں ہِکی دوے کو
ذرا نہ سیانڑدے

بَنڈ

اِتھے اِیہجی بَنڈ اے
اُچے لَمے بنگلے دی
بجلی دی لَو ئی نال
پَہری دِیاں باریاں
مڑے گئے گہرا دُر
(جس نچ لَو نینھ)
ہَسدیاں رہون

دِلا دِی لَو

اُس کولواَ گے کھَڑے
لَو مُکو دِلا دی
جس جائی اَ کھیاں کو
کُجھ بھی نینھ دِسدا

کھَلتی دی سَیکلا تے

ساری راتی
ٹُردا رہنداں بیاباناں وِچ
صبح جدوں دیکھداں تے
اُسی جائی ہونداں
جیاں کسی کھَلتی دی
سیکلا تے بیٹھ کے
پیڈل ماردا ں

وہم

اَج کُجھ ہَوسی
اَکھ جے پھَڑکدی اے

صَبرادِی دیگا تلے

اُو کھڑی جا اے جتھے
صبرادِی دیگا تلے
چِکڑ بھی بَلدے

جائی جائی بول

دنیا گُھمنڑ کھیر
جند مٹی داڈھیر
خالی اَسدی جھول
جائی جائی بول

بیٹھ کے بیچ بازار
پُھل کے قول اقرار
پَنڈ غماں دِی کھول
جائی جائی بول

بُو ہے، گنداں، بلیاں
غم دیاں کالیاں گلیاں
لگھاں نالو رول
جائی جائی بول

ایہہ زِمی ایہہ اَسمان
تُو سارا سامان
چھوڑ کے اُسدے کول
جائی جائی بول

چھوڑ کے دنیاداری
گم دِی نینھ ایہہ ساری
گل بچ باہ کے ٹَھول
جائی جائی بول

کر بستی بچ ڈَنڈ
خوب دعاواں بَنڈ
پَہن اپڑاں کشکول
جائی جائی بول

ہَتّھاں نِچ چَن اے

مڑے جوگے آندا
جدوں اُس پانڑیں
ہیاں مُکو لگیا
جیاں اُنہاں ہَتھاں نِچ
شیشے دا گلاس نینھ
چودھویں دا چَن اے

جَندرا دا پھیر

مڑے اُتے آئی دی اے
تُڑے تے بھی آسی
دُکھ سُکھ چن جی
جندرا دا پھیرا اے

ہِک پُرانڑیں گل

چیلو دِیاں پَھلیاں
چُنڑ دیاں چُنڑ دیاں
پَھلیاں دے سِرا تا
اَسی مُچ کُھلیاں
رُس کے کہرا دُر
گیاں اَسی کَنی کَنی
اگلے دہاڑے فِر
ساری گلاں پُھل کے
چیلو دِیاں پَھلیاں
نال اَساں چُنڑ یاں

بولیاں

مڑیاں ساریاں بولیاں احمد حسین مجاہد
دے ناں کہ اُس دی وجہ نال ہندکو بچ بولی
آخڑاں دا رواج عام ہویا۔

بولی

لُگے بَنے اُتے کَھلتاں میں آ کے
نکی نکی چھنگ چُھلدی

بولی

خفا ہو کے اُو مڑے کولو جُلدے
اَ گی کولو لَمبے اُٹھدے

بولی

اَسی بیٹھے دے پسار اچ آ کے
چَھڑا نال چَن کھیڈ دے

بولی

حریان آں میں گلی بچ آ کے
باری بچ چَن چمکے

بولی

گلاں کر کے میں دِلا دیاں ساریاں
کیہجا لوہکا پُھل ہوئے داں

بولی

اُس ٹہکی دی اے چادر کالی
ٹہا کے بیچ لو بَلدی

بولی

کوئی رَہ جدوں تھہاندا نینھ اُس کو
آپا کو اُوءِجن چاہڑ دے

بولی

مُکو ٹھونڈ دی پھرے خلقائی
میں کُرے ہَور پھِر داں

بولی

دینھ چڑھیا اے قبلے دے ٹھایوں
اُومڑے کہار آئے دے

بولی

تھوئیں بچھو کُرے چھانتی مارے
لَوتُڑے بولڑاں دی

بولی

شُوں کر کے جے گڈی لنگھی تیری
اَکھاں بِچ کُوڑا پے گیا

بولی

دَس ہگدا نہ چیر کے میں دل
روندا اں بُوہے چَھپ کر کے

بولی

گڈی ٹُری تے اُس پچھے میں
دُوراتک دوڑدایار ہیاں

بولی

ڈاکی کہن کے جے آیاڈاک
کنداتوفریم ڈھہ گئی

بولی

میں زورا نال ہسیاں تے فِر
مڑے سارے پھَٹ کُھل گئے

بولی

مائے! قصہ ترُڑا آیا یاد
ٹُٹے توّے تارے دیخ کے

بولی

چن چڑھیا تے ایہہ لگیا
گلی بہ فقیر آئے دے

بولی

گلی پَہری دی انیہرے نال
ٹہونڈاں تکو مُورے بال کے

بولی

کوئی دیکھدا نئیں راہ کسی دا
پیہڑا کاگ کُوڑ آکھدے

بولی

نئیں چُھٹدی کما کولو جان
کدوں اَسی باندے ہوساں

بولی

فِر سِرا اِچو تُھواں اُٹھسی
جس طراں اَگ پھکدا اں

بولی

جیاں لَنگھدی نینھ جندرا دی رات
میں تُڑا راہ دیکھدا اں

بولی

چُواں پاسے پہرے اُتے دیو
نسڑاں دا راہ کوئی نینھ

بولی

دلا بےوَلا ہوئے دیں
کوئی نواں چن چاہڑسیں

ماہیا

کوئی کَنڑ کاں نِسر گیاں
دنیا دے کَم ایجے
گلاں ساریاں بِسر گیاں

ماہیا

کوئی نکی نکی چَھنگ چھُلدی
جہڑی گل ہوگئی اے
اُوکسی طراں نینھ پھُلدی

ماہیا

پھُل کِر گئے کِکراں دے
دَس کہڑے پاسے جُلساں
اَسی مارے ہوئے فکراں دے

ماہیا

مڑی بَلی اُتے کاگ آوے
بُو ہے نیچ اُوای دِسدے
جس ویلے بھی جاگ آوے

ماہیا

رُٹی کھانداں میں لُونڑاں نال
اللہ مڑی لاج رَہنخیں
پانڑیں پَہر داں پَر ونڑاں نال

ماہیا

کوئی کِکرے دی چھاں ہووے
کُھلے ڈُھلے پھِردے رِہواں
کوئی ایہجا بھی گراں ہووے

ماہیا

کِے کراں انہاں گلیاں دا
بُو ہے نال بُو ہا لگدے
نِچ رَہ وَرَے صَدیاں دا

ماہیا

ایہہ رات اے مُچ پَہاری
نِکا نِکا تُھواں تُھدے
لَمبا اُٹھدے بس ہِک واری

بول فقیراں دے

پینگاں دے لہارے
روندیاں بہکاں
اُجڑے دے ٹھارے

کُفتاں داویلا
رزقاں دِی خوشبو
جندکاں دامیلہ

لُگیاں گلیاں
پھر دِیاں ڈینڑاں
نِکا جیہا دِیوا

ترجمہ

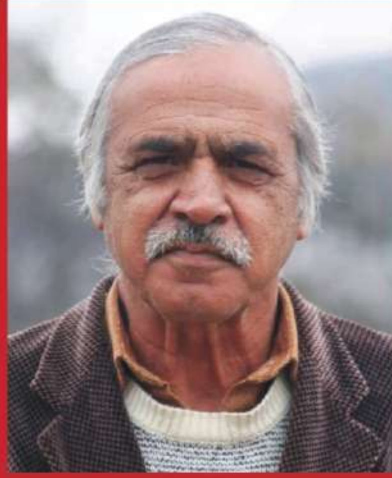
گلاں کردیاں ہیاں موجا نچ آوے
ساہ جیہاں کھَلتی دی کندا نچ آوے

نال نال پھِردئین سَرو تے صنوبر
جدوں لَمے بُتا نال باغا نچ آوے

تاں کُجھ ہوندے اَتھرواں دا مُل
پانڑیاں دی جائی لہو اَکھا نچ آوے

کرنا تے دے مُکو کوئی گلہ ظالما!
تُکو کُجھ مزا مڑے ساڑا نچ آوے

☆ غالبؔ دی غزل دے کُجھ شعر



اُچی ماہلی تئے دیار دیاں بوٹیاں دے بشکار ٹھنڈی مٹھّی کھوہئی کول جدوں اُگ بلدی آہسی تے محمد حنیف آپڑیں شعراں دی اُگ بھی تُھخا کہندا آہسا۔ محمد حنیف اردو زبان دا تے بجیلا شاعر ہے ای ورے جدوں اوہ ہندکو بچ شعر سُنڑادا آہسا تے مگو اس طراں لگدا آہسا جیاں اُس سُنڑ مُچ سارے انگار چُنڑ کے اَساں ساریاں دی چُھولی بچ باہ چُھڑے ہن۔ ہونڑ بھی کدے کدے مڑے اندروں اُنہاں انگاراں سی کوئی چنگاری جئی اُٹھدی اے تے میں بھی ہندکو بچ شعر آخداں۔ سچی گل ایہہ اے کہ محمد حنیف ہندکو دا شاعر نہ ہوندا تے فِر احمد حسین مجاہد بھی بَس اردو بچ ای شعر آخدا، ہندکو دے کولوں بھی کدے نہ لنگِ دا۔ محمد حنیف اوہ شاعر اے جس سُنڑ ہندکو بچ شعر آخڑاں دے چَج عام کیتے۔ ایہہ ہندکو تے اُس دا مُچ بڑا احسان ہے۔ بزمِ علم و فن (ہزارہ) دی طرفوں محمد حنیف دی ہندکو شاعری دا پہلا مجموعہ ''انگار'' ہندکو نال محبّت کرڑاں والیاں کو اِس امید نال تحفہ کیتا جُلدے کہ کسی اَنگار سی نکلی دی کوئی چنگاری اَیڑاں کم کرجلسی تے جہڑے ہونڑ بھی ہندکو بچ شعر آخدیاں جھکدے ہن، اُنہاں اَسدے ہندکو بچ شعر آخڑاں سَکھلا ہو جُلسی۔

احمد حسین مجاہد
بالاکوٹ


9789695813560



Ph:+92-41-2643841, Cell:0300-6668284